مولانا عبدالرحمٰن کیلانی

قمری تقویم اور ہجری تقویم

(قسط ۲)

قمری تقویم کی خصوصیات

(۱) **سال کے مہینوں کی تعداد** قمری سال کے مہینوں کی تعداد مقرر ہے جس میں کمی بیشی نہیں کی جا سکتی۔ اس کے برعکس تقویم میں یہ کمی بیشی جاری رہی ہے۔ عیسوی تقویم پر۔ جوکہ شمسی تقویم پر مبنی ہے۔ ایسے دور بھی گذرے ہیں۔ جبکہ سال چودہ ماہ کا شمار کیا جاتا تھا۔ اور ایسے بھی جب سال ½ ۱۰ ماہ کا تھا[۱] اسی طرح بکرمی سمت میں کئی سال تیرہ ماہ کے ہوتے ہیں۔ لیکن قمری تقویم میں ایسی گنجائش نہیں ہے۔ اگر کسی وقت یہ کمی بیشی کی بھی گئی تو اسے قبول عام حاصل نہ ہو سکا۔

(۲) **مہینے کے دنوں کی تعداد** قمری سال کے مہینے کے دن انسان کی دستبرد سے پاک ہیں۔ اگر ساری دنیا کے انسان انتیس دن کے مہینے کو اٹھائیس دن کے مہینے کو اکتیس یا انتیس کا بھی نہیں بنایا جا سکتا۔ جبکہ شمسی سنین میں مہینے کے دنوں کی تعداد انسان کی اپنی مرضی پر منحصر ہوتی ہے۔ اور اس میں حسب خاطر یا ضرورت کمی بیشی کر لی جاتی ہے اور آئندہ بھی یہ امکان ہے، جیسا کہ نئے عالمی کیلنڈر کی تدوین میں ایسی تجویزیں پیش کی جا رہی ہیں۔

(۳) **مہینے کے دنوں میں کم سے کم تفاوت** قمری مہینوں کے دنوں میں صرف ایک دن کا تفاوت ہے جو مروجہ شمسی سنین

---

[۱] عبدالقدوس ہاشمی، مقدمہ "تقویم تاریخی"۔

تفصیل "ہجری اور عیسوی سنین میں مطابقت" کے مضمون میں دی گئی ہے۔

(ب) یکم محرم الحرام ۱ھ کو ۶۷۹ بکرمی تھا جو بظاہر ۶۷۸ سال پہلے کا معلوم ہوتا ہے۔ مگر ہندو اور یورپین مورخین کی تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ سب سے پہلے ۸۹۸ بکرمی میں یہ سن بکرمی سمت کے نام سے مشہور ہوا۔ اس طرح لحاظ تدوین یہ سن سنِ ہجری سے ۲۲۰ سال بعد مدوّن ہوا۔

(ج) سنِ سکندری سنِ ہجری سے ۹۳۲ سال پہلے کا ہے۔ مگر اپنی موجودہ ہیئت میں نوزائیدہ ہے، کیونکہ یہ شروع میں کئی صدیوں تک قمری مہینوں کے حساب سے جاری رہا ہے۔ اور اب اسے شمسی مہینوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

تقریباً یہی صورت حال دوسرے سنین کی ہے جنہیں طوالت کے پیش نظر نظر انداز کیا جاتا ہے۔

(۳) **مساوات اور ہمہ گیری** اسلام دینِ فطرت ہے۔ لہٰذا مصالح عامہ پر مبنی ہے اللہ تعالیٰ نے یہی پسند فرمایا کہ اسلامی مہینے ادلتے بدلتے موسم میں آیا کریں۔ لہٰذا قمری تقویم کو بنیاد قرار دیا۔ اگر اسلام کبیسہ کے طریقے کو گوارہ کر لیتا۔ (یعنی شمسی تقویم کو قبول کر لیتا) تو رمضان کا مہینہ (ماہ صیام) کسی ایک مقام پر ہمیشہ ایک ہی موسم میں آیا کرتا، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ نصف دنیا کے مسلمان، جہاں موسم گرما اور دن بڑے ہوتے ہیں، ہمیشہ تنگی اور سختی میں پڑ جاتے۔ اور باقی نصف دنیا کے مسلمان، جہاں موسم سرما اور دن چھوٹے ہوتے ہیں، ہمیشہ کے لیے آسانی میں رہتے روزے کے علاوہ سفر حج کا بھی یہی حال ہے، لہٰذا مساوات اور جہانگیری کا تقاضا یہی تھا کہ ماہ وسال کا حساب قمری تقویم پر مبنی ہو اور اسے کبیسہ جیسی انسانی اختراعات سے بھی پاک رکھا جائے

(۴) **دنیوی اغراض کے بجائے روحانی بنیاد** ... ہجرت سے آغاز ... دنیا بھر کے مروجہ سنین کی ابتداء پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ ان میں سے کوئی سن کسی بڑے آدمی یا بادشاہ کی پیدائش، وفات یا تاج پوشی سے شروع ہوئے۔ یا پھر کسی ارضی یا سماوی حادثہ، مثلاً زلزلہ، سیلاب یا طوفان کی تاریخ سے۔ صرف سن ہجری کو ہی یہ شرف حاصل ہے۔ کہ اس کا آغاز

دینِ اسلام کی سر بلندی کی خاطر مسلمانوں کے اپنے وطن عزیز کو چھوڑ کر چلے جانے کے واقعہ سے ہوا ہے۔ اپنے وطن کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہنا ایک بہت بڑی قربانی ہے اور ایسے اوقات میں ہر شخص کا دل بھر آتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہجرت کے وقت مکہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ "اے مکہ! تو کتنا پاکیزہ اور مجھے پیارا لگتا ہے۔ اگر میری قوم مجھے یہاں سے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کہیں نہ رہتا"۔ (ترمذی)

ظاہر ہے کہ ترک وطن پر انسان صرف اسی صورت میں آمادہ ہو سکتا ہے جب وہ انتہائی مجبور ہو یا کوئی عظیم مقصد دینِ اسلام کی سر بلندی تھا۔ ہجرت کے واقعہ کو سنہ ہجری کی بنیاد قرار دینے کا مقصد ہی یہ تھا۔ کہ مسلمانوں کو ہر نئے سال کے آغاز پر یہ پیغام یاد رہے کہ انہیں اسلام کی سر بلندی کے لیے بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہ کرنا چاہیئے۔ سن کے اجرا میں مقصد کی یہ پاکیزگی ہجری سن کو دوسرے تمام سنین سے ممتاز کر دیتی ہے۔

(ب) رسم ورواج کی حوصلہ شکنی: کسی ملک یا علاقے کے رسم ورواج موسم سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ میلے ٹھیلے، تفریحی سفر، گرمیوں کی چھٹیاں، موسم بہار کی تقریبات، مختلف قسم کے محاصل اور نذرانوں کی وصولیوں کے اوقات وغیرہ سب امور موسم سے وابستہ ہوتے ہیں۔ موسموں کا تعلق شمسی سال سے ہے۔ لہٰذا جوں جوں مذہب سے لگاؤ کم ہوتا جاتا ہے اور بیگانگت بڑھتی جاتی ہے شمسی سال کے ساتھ لگاؤ بڑھ جاتا ہے۔ اسی بنا پر بہت سے لوگوں نے شمسی سال کو اپنایا یا قمری سال میں پیوندکاری کر کے اسے شمسی سال کے مطابق ڈھال لیا۔

انتہا یہ ہے کہ آج کل مزاروں کے مجاور اور منتظمین نے بھی زمانۂ جاہلیت کے پروہتوں کی طرح عرسوں کی تاریخیں بھی شمسی سال، خواہ بکرمی ہو یا عیسوی۔ کے مطابق کر رکھی ہیں۔ عرسوں کا جواز یا عدم جواز بجائے خود ایک الگ مسئلہ ہے۔ سر دست ہم یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ ایسی تقریبات میں سے بھی جو خالص دینی یا مذہبی سمجھی جاتی ہیں۔ ہجری تقویم کو خارج کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ بات اسلامی اقدار کے منافی ہے اسلام رسم ورواج کو۔ اگرچہ وہ جائز بھی ہوں۔ ثانوی حیثیت دیتا ہے۔ اس کا

ع۔ اس کے پیش نظر ہو۔ مسلمانوں کے لیے یہ عظیم مقصد ...

تفصیل "ہجری اور عیسوی سنین میں مطابقت" کے مضمون میں دی گئی ہے۔

(ب)، یکم محرم الحرام اسلھ کو ۲۶ ساون ۶۷۹ بکرمی تھا جو بظاہر ۶۷۸ سال پہلے کا معلوم ہوتا ہے۔ مگر ہندو اور یورپین مورخین کی تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ سب سے پہلے ۸۹۸ بکرمی میں یہ سن بکرمی سمت کے نام سے مشہور ہوا۔ اس طرح بلحاظ تدوین یہ سن سنِ ہجری سے ۲۲۰ سال بعد مدوّن ہوا۔

(ج) سنِ سکندری سنِ ہجری سے ۹۳۲ سال پہلے کا ہے۔ مگر اپنی موجودہ ہیئت میں نوزائیدہ ہے، کیونکہ یہ شروع میں کئی صدیوں تک قمری مہینوں کے حساب سے جاری رہا ہے۔ اور اب اسے شمسی مہینوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

تقریباً یہی صورت حال دوسرے سنین کی ہے جنہیں طوالت کے پیشِ نظر نظر انداز کیا جاتا ہے۔

(۳) **مساوات اور ہمہ گیری**

اسلام دینِ فطرت ہے۔ لہٰذا مصالح عامہ پر مبنی ہے اللہ تعالیٰ نے یہی پسند فرمایا کہ اسلامی مہینے ادلتے بدلتے موسم میں آیا کریں۔ لہٰذا قمری تقویم کو بنیاد قرار دیا۔ اگر اسلام کعبہ کے طریقے کو گوارہ کر لیتا۔ (یعنی شمسی تقویم کو قبول کر لیتا) تو رمضان کا مہینہ (ماہِ صیام) کسی ایک مقام پر ہمیشہ ایک ہی موسم میں آیا کرتا، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ نصف دنیا کے مسلمان، جہاں موسم گرما اور دن بڑے ہوتے ہیں، ہمیشہ تنگی اور سختی میں پڑ جاتے۔ اور باقی نصف دنیا کے مسلمان، جہاں موسم سرد اور دن چھوٹے ہوتے ہیں، ہمیشہ کے لیے آسانی میں رہتے روزے کے علاوہ سفرِ حج کا بھی یہی حال ہے، لہٰذا مساوات اور جہانگیری کا تقاضا یہی تھا کہ ماہ وسال کا حساب قمری تقویم پر مبنی ہو اور اسے کبیسہ جیسی انسانی اختراعات سے بھی پاک رکھا جائے۔

(۴) **دنیوی اغراض کے بجائے روحانی بنیاد** ہجرت سے آغاز

دنیا بھر کے مروّجہ سنین کی ابتداء پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ ان میں سے کئی سن کسی بڑے آدمی یا بادشاہ کی پیدائش، وفات یا تاج پوشی سے شروع ہوئے۔ یا پھر کسی ارضی یا سماوی حادثہ، مثلاً زلزلہ، سیلاب یا طوفان کی تاریخ سے۔ صرف سن ہجری کو ہی یہ شرف حاصل ہے۔ کہ اس کا آغاز

دینِ اسلام کی سربلندی کی خاطر مسلمانوں کے اپنے وطن عزیز کو چھوڑ کر چلے جانے کے واقعہ سے ہوا ہے۔ اپنے وطن کو ہمیشہ کے لیے خیرباد کہنا ایک بہت بڑی قربانی ہے اور ایسے اوقات میں ہر شخص کا دل بھر آتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہجرت کے وقت مکہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا" اے مکہ! تو کتنا پاکیزہ اور مجھے پیارا لگتا ہے! اگر میری قوم مجھے یہاں سے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کہیں نہ رہتا"۔ (ترمذی)

ظاہر ہے کہ ترک وطن پر انسان صرف اسی صورت میں آمادہ ہو سکتا ہے جب وہ انتہائی مجبور ہو یا کوئی عظیم مقصد دینِ اسلام کی سربلندی تھا۔ ہجرت کے واقعہ کو سنہ ہجری کی بنیاد قرار دینے کا مقصد ہی یہ تھا۔ کہ مسلمانوں کو ہر نئے سال کے آغاز پر یہ پیغام یاد رہے کہ انہیں اسلام کی سربلندی کے لیے بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہ کرنا چاہیئے۔ سن کے اجرا میں مقصد کی یہ پاکیزگی ہجری سن کو دوسرے تمام سنین سے ممتاز کر دیتی ہے۔

(ب) **رسم ورواج کی حوصلہ شکنی** کسی ملک یا علاقے کے رسم ورواج موسم سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ میلے ٹھیلے، تفریحی سفر، گرمیوں کی چھٹیاں، موسم بہار کی تقریبات، مختلف قسم کے محاصل اور نذرانوں کی وصولیوں کے اوقات وغیرہ سب امور موسم سے وابستہ ہوتے ہیں۔ موسموں کا تعلق شمسی سال سے ہے۔ لہٰذا جوں جوں مذہب سے لگاؤ کم ہوتا جاتا ہے اور بیگانگت بڑھتی جاتی ہے شمسی سال کے ساتھ لگاؤ بڑھ جاتا ہے۔ اسی بنا پر بہت سے لوگوں نے شمسی سال کو اپنایا یا قمری سال میں پیوند کاری کر کے اسے شمسی سال کے مطابق ڈھال لیا۔

انتہا یہ ہے کہ آج کل مزاروں کے مجاور اور منتظمین نے بھی زمانہ جاہلیت کے پروہتوں کی طرح عرسوں کی تاریخیں بھی شمسی سال، خواہ بکرمی ہو یا عیسوی۔ کے مطابق کر رکھی ہیں۔ عرسوں کا جواز یا عدم جواز بجائے خود ایک الگ مسئلہ ہے۔ سردست ہم یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ ایسی تقریبات میں سے بھی جو خالص دینی یا مذہبی سمجھی جاتی ہیں۔ ہجری تقویم کو خارج کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ بات اسلامی اقدار کے منافی ہے اسلام رسم ورواج کو۔ اگرچہ وہ جائز بھی ہوں۔ ثانوی حیثیت دیتا ہے۔ اس کا

اوّلین مقصد احکامات و عبادات الٰہی اور شعائر اللہ کی صحیح طور پر اور معینہ وقت پر تعمیل ہے۔ اسی بنا پر اسلام نے قمری تقویم کو اختیار کیا جو اس کی روح کے عین مطابق ہے۔

(ج) ہفتے کا آغاز جمعہ کے مبارک دن سے :۔ اسلامی تقویم میں ہفتہ کا پہلا دن جمعہ قرار دیا گیا ہے۔ یکم محرم سنہ ۱ھ کو بھی جمعہ تھا۔ جمعہ کو اجتماعی طور پر اللہ کی عبادت کرنے اور ذکر کرنے کا دن قرار دیا گیا ہے۔ گو اس دن باقاعدہ تعطیل منانے پر پابندی نہیں۔ تاہم جمعہ کے دن نہانے دھونے، کپڑے بدلنے اور جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے لیے تیاری کے خاص اہتمام پر زور دیا گیا ہے۔ نماز جمعہ کے بعد کاروبار کرنے یا کوئی دوسرا کسب کرنے کی اجازت ہے۔ بالفاظ دیگر اس تقویم میں ہفتے کی ابتدا، اللہ کی یاد سے ہوتی ہے۔ جب کہ عیسوی تقویم میں اتوار کا دن، جو عیسائیوں کی طہارت اور عبادت کا دن ہے۔ ہفتے کا آخری دن ہے۔ یعنی چھ دن کام کرنے کے بعد جب انسان تھکا ماندہ ہو تو اللہ کی عبادت کی طرف بھی دھیان کرے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ مجوزہ عالمی کیلنڈر میں ہر سال اور اس کی ہر سہ ماہی اتوار سے شروع کرنے کی تجویز پیش کی گئی ہے۔

(د) ہفتے کے دنوں کے نام اور نجوم پرستی :۔ ہجری تقویم میں ہفتے کے ایام کے ناموں میں شرک، نجوم پرستی یا بت پرستی کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا۔ ان ناموں کو نہ تو کسی مخصوص سیارے سے منسوب کیا گیا ہے اور نہ کسی دیوی، دیوتا سے۔ عیسوی اور بکرمی تقویم میں ہفتے کے دنوں کے نام دیوتاؤں کی دیوتائی اور سیاروں کی فرمانروائی کی یاد تازہ کرتے رہتے ہیں جس کی تفصیل ہم کسی دوسرے وقت کے لیے اٹھا رکھتے ہیں۔

ہجری تقویم میں ہفتے کے دنوں کے نام یہ ہیں۔

یوم الجمعہ	یوم السبت	یوم الاحد	یوم الاثنین
جمعہ	ہفتہ	پہلا دن	دوسرا دن
یوم الثلثاء	یوم الاربعاء	یوم الخمیس	
تیسرا دن	چوتھا دن	پانچواں دن	

ہجری تقویم میں دن معلوم کرنیکے طریقے

قمری ماہ و سال کی مدت

چاند ایک ثانوی سیارچہ ہے جو ہماری زمین، جو اس کا مرکزی سیارہ ہے کے گرد گھومتا ہے۔ موجودہ علم ہیئت کے مطابق چاند کی گردشیں تین قسم کی ہیں۔ (۱) اپنے محور کے گرد، (۲) زمین کے گرد اور (۳) زمین کی معیت میں سورج کے گرد۔

چاند اگر صرف زمین کے گرد گھومتا تو اپنی رفتار کی نسبت سے یہ گردش ۲۷½ دن میں طے کر لیتا، مگر زمین بھی چونکہ سورج کے گرد گھوم رہی ہے۔ لہٰذا اس کا یہ چکر تقریباً ۲۹½ دن میں پورا ہو جاتا ہے اور یہی مدت قمری مہینہ کہلاتی ہے اور ان دونوں گردشوں کے نتیجے میں اشکال قمر بنتی ہیں۔ اس کی محوری گردش بھی اتنے ہی عرصے میں ختم ہوتی ہے۔ لہٰذا اس گردش کا ہماری زمین پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ اِلّا یہ کہ چاند کا صرف ایک ہی رخ ہمیشہ ہمارے سامنے رہتا ہے۔

سیاروں کے مدار پورے گول نہیں ہوتے۔ بلکہ بعض قوانین، حرکت کے ماتحت بیضوی شکل اختیار کر جاتے ہیں۔ جب کوئی سیّارہ گردش کرتے کرتے اپنے مرکزی سیّارے یا ستارے کے قریب ہوتا ہے تو اس کی رفتار نسبتاً تیز ہو جاتی ہے اور جب دور ہوتا ہے تو یہ رفتار قدرے سست ہو جاتی ہے۔ چاند چونکہ زمین سے اور زمین سورج سے وابستہ ہے لہٰذا اس دوہری گردش اور رفتار کی کمی بیشی کا ہی یہ اثر ہوتا ہے۔ کہ قمری مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا۔

قمری ماہ کی اوسط مدت ۲۹ دن ۱۲ گھنٹے ۴۴ منٹ اور ۳ سیکنڈ قرار دی گئی ہے۔ یہ اوسط مدت ہے، ورنہ فی الواقع یہ مدت کسی ماہ دو گھنٹے تک بڑھ جاتی ہے۔ اور کسی ماہ دو گھنٹے تک کم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح قمری سال کی مدت ۳۵۴ دن ۸ گھنٹے ۴۸ منٹ اور ۳۶ سیکنڈ قرار دی گئی ہے۔ یہ بھی حقیقتاً اوسط مدت ہے۔ قمری سال بھی کبھی چند گھنٹے بڑھ جاتا ہے اور کبھی چند گھنٹے کم ہو جاتا ہے۔ تاہم اس کمی بیشی کے باوجود بھی یہ حساب قائم رہتا ہے کہ کوئی قمری مہینہ نہ تو انتیس

دن سے کم ہو سکتا ہے اور نہ ہی تیس دن سے بڑھ سکتا ہے ۔ اسی طرح قمری سال نہ کبھی ۳۵۴ دن سے کم ہوتا ہے اور نہ ہی ۳۵۵ دن سے زیادہ ۔ قمری سال کی مدت تو ۳۵۴ دن ۸ گھنٹے ۴۸ منٹ اور ۳۴ سیکنڈ قرار دی گئی ہے لیکن حساب کرتے وقت ۳۴ سیکنڈ کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے ۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ۲۵۴۱ سال میں قمری تقویم میں ایک دن کا اضافہ ہو جائے گا ۔ یہ اضافہ کس سال اور کس ماہ میں ہو گا ۔ اور کون کرے گا ؟ اس کے لیے ہمیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ۔ چاند خود بخود اپنے حساب سے یہ اضافہ کرے گا ۔ (بشکریہ اقبال ریویو)

ضروری اطلاع

● بہت سے احباب کی مدت خریداری اس شمارے کے بعد ختم ہو جائے گی ۔ بطورِ اطلاع ان کے نام آنے والے پرچے پر ”آپ کا چندہ ختم ہے“ کی مہر لگا دی گئی ہے ۔ اپنا پرچہ چیک کر لیں اور نوٹ فرما لیں کہ اس اطلاع کے بعد، پندرہ دن کے اندر اندر، آیندہ خریداری جاری رکھنے کی صورت میں سالانہ زرِ تعاون بذریعہ منی آرڈر روانہ فرما دیں یا اگلے ماہ کا شمارہ) بذریعہ وی پی پی وصول کرنے کے لئے تیار رہیں ——— اور (خدانخواستہ) آئندہ خریداری جاری نہ رکھنے کی صورت میں دفتر کو اطلاع دیں کہ وی پی پی روانہ نہ کیا جائے ۔

یاد رکھئے! وی ۔ پی ۔ پی واپس کرنا اخلاقی جرم ہے

● بعض اوقات تازہ پرچہ محفوظ رکھنے کی خاطر وی پی پیکٹ میں پرانا پرچہ ارسال کر دیا جاتا ہے، اور وی پی پی وصول ہونے کے فوراً بعد تازہ پرچہ عام ڈاک سے روانہ کر دیا جاتا ہے ۔ لہٰذا اسے کسی بددیانتی پر محمول نہ کیا جائے ۔ والسلام !

(منیجر)